JIBAS (The International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu)
ISSN: APPLIED FOR (P) & (E)
Home Page: http://jibas.org
Approved by HEC in Y Category
Indexing: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL**, Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

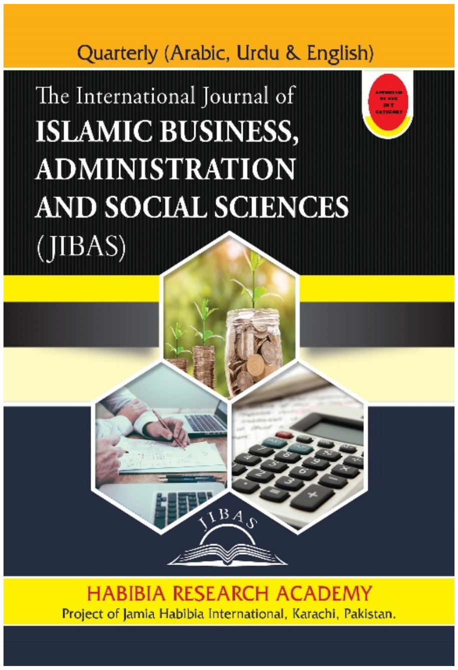

TOPIC:

RULES IN REGARD OF SALE ABLE COMMODITIES IN TRADING -- "HUMAN MILK" AS COMMODITY(مبیع)

[AN ANALYTICAL STUDY IN THE LIGHT OF FIQH ACADEMIES' RESOLUTIONS]

تجارتی معاملات میں مبیع کے احکام۔۔انسانی دودھ بطور مبیع (فقہ اکادمیات کی قراردادوں کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ)

AUTHORS:

1. *Rizwan Ali, PhD Scholar, Department of Islamic Studies, G.C. University, Faisalabad. Email ID: 6715000@gmail.com Orcid ID: https://orcid.org/0000-0003-3485-9705*
2. *Dr. Mahmood Ahmad, Assistant Professor, Department of Islamic Studies, G.C. University, Faisalabad, Email ID: mahmood.ahmad@gcuf.edu.pk Orcid ID: https://orcid.org/0000-0001-8308-9597*

How to Cite: *Ali, Rizwan, and Mahmood Ahmad. 2021. "URDU 2 RULES IN REGARD OF SALE ABLE COMMODITIES IN TRADING --"HUMAN MILK& Quot; AS COMMODITY (مبیع) [AN ANALYTICAL STUDY IN THE LIGHT OF FIQH ACADEMIES' RESOLUTIONS]: تجارتی معاملات میں مبیع کے احکام -- انسانی دودھ بطور مبیع(فقہ اکادمیات کی قراردادوں کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ)". International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences (JIBAS) 1 (4):19-38.*
URL: https://jibas.org/index.php/jibas/article/view/32.
Vol. 1, No.4 || October –December2021 || P. 19-38
Published online: 2021-12-05

QR. Code

RULES IN REGARD OF SALE ABLE COMMODITIES IN TRADING -- "HUMAN MILK" AS COMMODITY(مبیع)

[AN ANALYTICAL STUDY IN THE LIGHT OF FIQH ACADEMIES' RESOLUTIONS]

تجارتی معاملات میں مبیع کے احکام۔۔ انسانی دودھ بطور مبیع (فقہ اکادمیات کی قراردادوں کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ)

Rizwan Ali, Mahmood Ahmad,

ABSTRACT:

*Allah Almighty is the Creator and the Sustainer of mankind. After the birth of a child, Allah Almighty immediately arranges his food in the form of "Mother's Milk" which is full of nutrition and affection. According to Holy Quran, all mothers are ordered to breastfeed their new born babies. From the earliest times of human history, it has been the custom for mothers to breastfeed their babies about two years after the birth of child, or to hire a midwife (مرضعہ) for this purpose. In order to meet this need of children in modern times, a third form / method has also come up, in which women milk is being expressed manually or through instruments (breast pumps etc.) and provided to different babies through "Human Milk Banks". This new third method is being implemented in different countries of the world, especially in western countries. Actually, this expressed milk is provided to babies who are in need of it for a variety of reasons. More than 750 "Milk Banks" have now been established and working properly in different countries. According to statistical data provided on the website of "The BC Women's Provincial Milk Bank" in Canada, this Malik Bank has been operating continuously since 1974 and is a founding member of the "Association of Human Milk Banks in North America". The bank collected about 43,000 litres of human milk from almost 4000 women and provided it to thousands of children. The website also display that as the demand for this milk is increasing day by day, so, we need more women who can provide services in this regard. In these milk banks, there is some payment is also given to donor ladies and some women donate their milk and do not receive any compensation. It is a fact that this process is not entirely from donated milk. And how it is possible that a mother give her baby's share of milk to another woman's baby for free? It's a proven fact that behind this, there exist some financial interest and compensation as motivation. Many questions about "**Human Milk Banks**" require research from Fiqhi (Islamic fiqh) point of view. Such as; is it the right thing to do to create a "milk bank"? Is it permissible to buy or sell expressed human milk? Does this milk prove Rada't(رضاعت)? Can the milk of women of other religions be fed to Muslim children from these banks? Etc. This research paper will explore one most important aspect from these questions, which is: Can human milk be offered as a Mabi' (مبیع) for sale and purchase in milk banks? And what is the position of the Islamic Jurisprudence Academies (اسلامی فقہی اکادمیات) in this regard? Does the milk stored in human milk banks have the status of normal food or does it falls into the category of medicine?*

KEYWORDS: *Rulings of Mabi', Islamic Fiqh Academies, Milk Banks, Trading of human milk.*

تمہید : اللہ رب العزت بنی نوع انسان کے خالق اور رازق ہیں۔ انسان کی پیدائش کے فورا بعد اس کی خوراک کا انتظام اللہ تعالی نے غذائیت اور ممتا سے لبریز "ماں کے دودھ" کی صورت میں فرمایا۔ قرآن مجید میں ماوں کو باقاعدہ حکم دیا گیا کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلائیں۔ انسانی تاریخ کے ابتدائی دور سے ہی یہ رواج چلا آرہاہے کہ بچے کی پیدائش کے بعد سے کم وبیش دوسال تک مائیں اپنے بچوں کو خود دودھ پلاتی ہیں یا اس کام کے لیے کسی دائیہ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ دور جدید میں بچوں کی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ایک تیسری شکل / طریقہ کار بھی سامنا آیاہے جو دنیا کے مختلف ممالک اور مغربی ممالک میں بالخصوص عمل میں لایا جارہاہے۔ جس میں خواتین کا دودھ ہاتھوں یا مشینی آلات

کے ذریعے نکال کر حاصل کیا جاتا ہے، اس کو ایک مخصوص پراسس سے گزار کر محفوظ کر لیا جاتا ہے یہ دودھ ایسے بچوں کو مہیا کیا جاتا ہے جو مختلف وجوہات کی بنا پر اس کی حاجت میں ہوتے ہیں۔ اس کام کے لیے باقاعدہ طور پر انسانی دودھ کے بینک (Milk Banks) قائم کیے گئے ہیں جن کی تعداد اس وقت 750 سے تجاوز کر چکی ہے۔ کینیڈا میں "بی سی وومن پراونشل ملک بینک" کی ویب سائیٹ پر موجود ڈیٹا کے مطابق یہ "ملک بینک" 1974 سے تسلسل کے ساتھ کام کر رہا ہے اور "شمالی امریکہ میں انسانی دودھ کے بینکوں کی ایسوسی ایشن" کا فاونڈنگ ممبر بھی ہے۔ اس بینک نے 4000 سے زائد خواتین کا 43000 لیٹر کے قریب دودھ جمع کر کے ہزاروں بچوں کو مہیا کیا۔ اس بینک نے اس بات کا اظہار بھی کیا کہ چونکہ دن بدن اس دودھ کی ضرورت بڑھتی جا رہی ہے لہذا ہمیں مزید ایسی خواتین کی ضرورت ہے جو اس سلسلے میں خدمات سرانجام دے سکیں۔ [1] دودھ کے ان بینکوں میں انسانی دودھ کے حصول کے لیے کچھ ادائیگی بھی کی جاتی ہے اور کچھ خواتین دودھ کا عطیہ بھی کرتی ہیں اور کوئی معاوضہ وصول نہیں کرتیں۔ یہ بات بالکل حقیقت ہے کہ یہ سلسلہ مکمل طور پر عطیہ کیے گئے دودھ سے نہیں چل سکتا اور کسی ماں کو کیا ضرورت ہے کہ وہ اپنے بچے کے حصے کا دودھ کسی دوسری عورت کے بچے کے لیے مفت میں فراہم کرے۔ اس کے پیچھے مالی مفاد اور معاوضہ بطور موٹیویشن کار فرما ہے۔ انسانی دودھ کے بینکوں کے متعلق بہت سے سوالات شرعی اور فقہی اعتبار سے تحقیق کا تقاضا کرتے ہیں؛ کیا یہ "دودھ کے بینک" بنانا درست عمل ہے؟ کیا انسانی دودھ کی خرید و فروخت جائز ہے؟ کیا اس دودھ سے رضاعت ثابت ہوتی ہے؟ کیا دیگر مذاہب کی خواتین کا دودھ مسلمان بچوں کو ان بینکوں سے لے کر پلایا جا سکتا ہے؟ وغیرہ۔ اس تحقیقی مقالہ میں ان سوالات میں سے اس اہم سوال پر تحقیق کی جائے گی کہ **کیا انسانی دودھ بطور مبیع خرید و فروخت کے لیے دودھ کے بینکوں میں پیش کیا جا سکتا ہے؟ اور اسلامی فقہ اکادمیات کا اس کے متعلق کیا موقف ہے؟**

❖ **مبیع کے احکام:** مبیع کے احکام میں؛ مبیع کی شرائط، مبیع پر قبضہ اور ضمان کے مسائل، مبیع کے توابع اور مبیع میں عیب وغیرہ کی وجہ سے خیار کی مباحث زیادہ اہم ہیں۔ یہاں بنوک الحلیب میں انسانی دودھ کی خرید و فروخت کے جواز یا عدم جواز کی بحث کی مناسبت سے صرف مبیع کی شرائط کو بیان کیا جا رہا ہے۔ **مبیع کی شرائط میں درج ذیل شرائط** پر تمام فقہاء کا اجمالی طور پر اتفاق موجود ہے اگرچہ تفصیلات / جزئیات میں کچھ اختلاف رائے بھی پایا جاتا ہے۔

۱۔ **مبیع موجود ہو** [2] یہ شرط تمام فقہاء کے نزدیک متفقہ ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ معدوم چیز کی بیع درست نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ معدوم چیز کی بیع کے باطل ہونے پر اجماع ہے، ابن منذر وغیرہ نے دو سال کے لیے باغ کے پھلوں کی خرید و فروخت کے باطل ہونے پر مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے [3] علامہ کاسانی یوں رقمطراز ہیں: معدوم چیز اور ایسی چیز جس کے معدوم ہونے کا خطرہ ہو اس کی بیع نہیں ہوتی، جیسے: حمل کی بیع، مثلاً کوئی کہے کہ میں تجھے اس اونٹنی کے پیٹ میں موجود بچہ بیچتا ہوں [4] (بیع سلم اور عقد استصناع اس سے مستثنیٰ ہے)۔

۲۔ **مبیع مال ہو**[5] اس شرط کو زیادہ اہمیت سے احناف نے ذکر کیا ہے دیگر فقہاء نے اس کو "مبیع قابل انتفاع ہو" جیسے الفاظ سے تعبیر کیا ہے[6] اس شرط کی رو سے ایسی چیز جو مال نہیں (مثلاً آزاد شخص، مردار اور بچھو وغیرہ) اس کی خرید و فروخت درست نہیں۔ "مال" کی تعریف میں بھی جلیل القدر فقہاء کرام کی آراء مختلف ہیں اوران کی مختلف آراء کے خرید و فروخت کے احکام پر بھی گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ احناف کے نزدیک مال سے مراد: هو مايميل اليه الطبع و يمكن ادخاره لوقت الحاجة[7] یعنی مال اس چیز کو کہتے ہیں جس کی طرف انسانی طبعیت کا میلان ہوتا ہے اور اسے ضرورت کے وقت کے لیے ذخیرہ کیا جاسکتا ہو۔ احناف کے ہاں مال کی دو اقسام ہیں: ایک "مال متقوم" اور دوسری "مال غیر متقوم"۔ مال متقوم سے مراد وہ چیز جس سے شرعاً نفع حاصل کیا جاسکتا ہے اور مال غیر متقوم وہ ہے جس سے شرعاً نفع حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ شوافع کے ہاں مال سے مراد: ماله قيمة يباع بها وتلزم متلفه وان قلت وما لايطرحه الناس مثل الفلس وما اشبه ذلك[8] یعنی مال ایسی چیز ہے جس کی اتنی قدر و قیمت ہو جس کے عوض اس کی خرید و فروخت ہوسکے اور اس کے تلف / ضائع کرنے والے پر تاوان لاگو ہوتا ہو اگرچہ یہ کم ہی کیوں نہ ہو اور لوگ اس کو ایسے ہی (غیر اہم سمجھ کر) پھینک نہ دیتے ہوں جیسے ایک پیسہ یا اس جیسی اشیاء وغیرہ۔ حنابلہ میں سے ابن قدامہ رحمہ اللہ نے مال کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: مافيه منفعة مباحة لغير ضرورة[9] (مال سے مراد وہ چیز ہے) جس میں بغیر ضرورت کے بھی مباح منفعت پائی جائے۔ حنابلہ کے ہاں مال کا لفظ اشیاء اور منافع (منفعت) دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جب کہ جمہور کے برخلاف احناف کے نزدیک دیون، حقوق اور منافع (منفعت) کو مال نہیں سمجھا جاتا۔ حاشیہ ابن عابدین میں مرقوم ہے: یہ بات طے شدہ ہے کہ منفعت ملک ہے، مال نہیں کیونکہ ملک اسے کہتے ہیں جس میں خصوصیت کے وصف کے ساتھ تصرف کیا جاسکتا ہو، جب کہ مال وہ چیز ہے جسے ضرورت کے وقت نفع حاصل کرنے کے لیے ذخیرہ کیا جاسکتا ہو[10] اس اختلاف کو ادھر ذکر کرنے کا مقصد قارئین کے لیے یہ واضح کرنا ہے کہ مال کی تعریف کے بارے میں اختلاف کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کچھ چیزوں کی خرید و فروخت کو بعض فقہاء درست اور جائز قرار دیتے ہیں تو دیگر فقہاء ان کی خرید و فروخت کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح جمہور فقہاء نے مبیع میں طہارت کی شرط لگائی ہے (اس شرط کو آگے الگ سے بھی ذکر کیا جائے گا) جب کہ احناف کے نزدیک مال کا "مال متقوم" ہونا ہی کافی ہے یعنی وہ مال کے متقوم ہونے کی شرط پر اکتفاء کرتے ہیں ساتھ طہارت کی شرط نہیں لگاتے۔ اس اختلاف کی وجہ سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کتوں، گوبر، مردار کی غیر مدبوغ کھال، اس کے بالوں، اون، ہڈیوں، پٹھوں اور کھروں کی خرید و فروخت درست ہے نیز انہوں نے خنزیر کے علاوہ کچلی والے تمام درندوں مثلاً کتے، چیتے، شیر اور بلی وغیرہ کی خرید و فروخت کو مباح قرار دیا ہے اسی طرح انہوں نے حرام تفریحی آلات مثلاً ڈھول، بانسری وغیرہ کی خرید و فروخت کو بھی جائز قرار دیا ہے[11] امام ابو حنیفہؒ نے کتوں کی خرید و فروخت کو چوکیداری اور شکار میں نفع رسانی کی بنا پر جائز قرار دیا ہے۔ مردار کی کھال کی خرید و فروخت کو اس وجہ سے جائز قرار دیا ہے کہ دباغت کے بعد اس سے نفع حاصل کیا جاسکتا ہے اور مردار کی ہڈیوں اور بالوں وغیرہ کی خرید و فروخت کو جائز قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ان کے نزدیک نجس نہیں ہیں۔ اس کے برعکس جمہور فقہاء نے کتوں کی خرید و فروخت کو نجاست کی وجہ سے ممنوع قرار دیا ہے

اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کے متعلق شرعی نص موجود ہے: ان رسول اللہ ﷺ نھی عن ثمن الکلب ۔۔۔[12] رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔ جمہور فقہاء نے گوبر، مردار کی کھال اور اس کی ہڈیوں اور اون وغیرہ کی خرید وفروخت کو بھی کتوں کی خرید وفروخت کی طرح ممنوع قرار دیا ہے کیونکہ علت "نجاست" ان میں مشترکہ طور پر موجود ہے۔(اس میں مزید جزئیات میں اختلاف بھی موجود ہے) اسی طرح شوافع اور حنابلہ کے **نزدیک کسی برتن میں موجود عورت کے دودھ کی خرید وفروخت درست اور جائز ہے** جبکہ احناف اور مالکیہ نے اسے ممنوع قرار دیا ہے(ان کے دلائل کا آگے چل کر قدرے تفصیل سے جائزہ لیا جائے گا) اسی طرح احناف اور دیگر فقہاء کے ہاں مال کی تعریف میں اختلاف کی وجہ سے کسی چیز کی منفعت کی خرید وفروخت اور حقوق مجردہ وتجارتی نام وغیرہ کی خرید وفروخت کے حکم میں اختلاف موجود ہے۔

۳۔ تیسری شرط یہ ہے **کہ مبیع فی نفسہ مملوک ہو**[13] اس شرط کی رو سے مباحات کی خرید وفروخت درست نہیں یعنی یہ مبیع نہیں بن سکتیں جیسے کہ دریا کا پانی اور عوامی چراگاہوں کی گھاس وغیرہ۔ تاہم پانی کو دریا سے نکال کر مشکیزے یا حوض میں منتقل کرنے اور گھاس کو کاٹ کر رسی سے باندھ لینے (یعنی اپنی تحویل میں لے لینے) کے بعد مبیع بنایا جاسکتا ہے کیونکہ قبضے کی وجہ سے پانی نکالنے والا / گھاس کاٹ کر باندھ لینے والا اس کا مالک بن گیا ہے ابوعبیدہ قاسم بن سلام رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الاموال میں روایت کی ہے کہ "ان رسول اللہ ﷺ نھی عن بیع الماء الا ماحمل منہ"[14] رسول اللہ ﷺ نے پانی کی خرید وفروخت سے منع فرمایا ہے سوائے اس کے کہ پانی کو نکال کی منتقل کر لیا جائے۔

۴۔ **مبیع فروخت کنندہ کی ملکیت میں ہو**[15] اس شرط میں تین چیزیں شامل ہیں: (الف) فروخت کنندہ خود اس کا مالک ہو (ب) فروخت کنندہ اس چیز کا خود مالک تو نہ تاہم اس کو اسے بیچنے کی اجازت حاصل ہو۔ (ج) فروخت کنندہ اصل مالک کا سرپرست ہو۔ اس شرط میں بنیادی طور پر اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ فروخت کنندہ کو مبیع میں تصرف کرنے کا حق حاصل ہو یہاں یہ بات سمجھنا بھی ضروری ہے کہ ملکیت کے حصول سے مبیع وغیرہ میں تصرف کرنے کے حق کا حصول لازم نہیں جیسے چھوٹے ناسمجھ بچے کی ملکیت میں موجود چیزیں، اور اسی طرح عدم ملکیت سے تصرف کا درست نہ ہونا بھی ضروری نہیں جیسے کچھ فقہاء کے نزدیک فضولی کی بیع کچھ شرائط سے جائز اور درست ہے۔ اس کے بارے امام شافعی کا ایک قول بھی منقول ہے کہ ایسا عقد منعقد تو ہو جائے گا لیکن اصل مالک کی اجازت پر موقوف ہو گا[16] اسی طرح علامہ کاسانی لکھتے ہیں کہ اگر عقد کرنے والا فضولی ہو تو عقد منعقد ہو جائے گا کیونکہ ہمارے نزدیک یہ انعقاد کی شرائط سے نہیں بلکہ نفاذ کی شرائط میں سے ہے لہذا فضولی کی خرید وفروخت ہمارے نزدیک منعقد ہو جائے گی لیکن مالک کی اجازت پر موقوف ہو گی[17] اسی طرح ردالمختار میں مرقوم ہے کہ فضولی کی بیع بھی مستثنیٰ ہے کیونکہ یہ موقوف طور پر منعقد ہوتی ہے[18] (فضولی سے مراد وہ شخص ہے جو کسی دوسرے شخص کا مال اس کی اجازت اور وکالت کے بغیر فروخت کر دے)

۵۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ **مبیع قابل حوالگی ہو**[19] اس شرط کا مقصد اس چیز کو یقینی بنانا ہے کہ مبیع ایسی چیز ہو جس کو فروخت کنندہ مشتری کے حوالے کر سکتا ہو۔ لہذا ایسی چیز کی خرید و فروخت درست نہیں جس کی حوالگی ممکن نہ ہو۔ جیسے غصب شدہ چیز یا دریا میں موجود مچھلیاں اور ہوا میں اڑتے پرندوں کی بیع وغیرہ۔ علامہ کاسانی رحمہ اللہ اس کی وضاحت یوں کرتے ہیں: اگر فروخت کنندہ مبیع کی حوالگی سے عاجز ہو تو بیع منعقد نہیں ہو گی[20] یہی بات علامہ شربینی رحمہ اللہ نے مغنی المحتاج میں، ابن قدامہ نے الشرح الکبیر میں اور علامہ دردیر نے الشرح الصغیر میں شرائط کے ضمن میں لکھی ہے۔

۶۔ **مبیع معلوم ہو**[21] مبیع کو مشاہدہ یا اوصاف کے ذریعے دیکھا / جانا جا سکتا ہے۔ لہذا ایسی چیز کی خرید و فروخت درست نہیں جس کی ذات، اوصاف یا مقدار فریقین یا ان میں سے کسی ایک کے لیے نامعلوم ہو۔ امام نووی رحمہ اللہ روضۃ الطالبین میں لکھتے ہیں کہ مبیع کا معلوم ہونا شرط ہے لیکن ہر اعتبار سے معلوم ہونا شرط نہیں بلکہ مبیع کی ذات، مقدار اور اوصاف کا معلوم ہونا شرط ہے[22] ابن قدامہ الشرح الکبیر میں لکھتے ہیں: شرط ہے کہ مبیع معلوم ہو خواہ مشاہدہ کے ذریعے یا ایسے اوصاف کے ذریعے جن سے اس کی معرفت حاصل ہو جائے لہذا اگر کسی شخص نے ایسی چیز کو خریدا جسے اس نے دیکھا ہی نہیں اور نہ ہی اس کے سامنے اس کے اوصاف بیان کیے گئے یا اس نے اسے دیکھا تو سہی لیکن یہ نہ جان سکا کہ یہ کیا چیز ہے یا اس کے اس کے ایسے اوصاف بیان کیے گئے جو بیع سلم میں ناکافی ہوتے ہیں تو بیع درست نہیں ہو گی[23] ابن قدامہ رحمہ اللہ کی عبارت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اگر اوصاف بیان کرنے سے مبیع کی معرفت حاصل ہو جائے تو یہ کافی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی قابل اعتماد کمپنی کی پراڈکٹ کا پروشر دیکھ کر اس پر سے اسکی (Specification) دیکھ کر اس چیز کو خریدنا درست ہے۔ علامہ دردیر الشرح الصغیر میں لکھتے ہیں برنامج یعنی وہ نوٹ بک جس میں بنڈل میں موجود کپڑوں کے اوصاف مذکور ہوتے ہیں کو دیکھ کر خرید و فروخت کرنا جائز ہے اگر وہ کپڑے مذکورہ اوصاف کے مطابق ہوئے تو عقد لازم ہو جائے گا ورنہ خریدار کو عقد فسخ کرنے کا اختیار ہو گا۔[24]

۷۔ ساتویں شرط یہ ہے کہ **مبیع شرعی اعتبار سے قابل انتفاع ہو**[25] یعنی وہ ایسی چیز ہو جس سے شرعا فائدہ اٹھانا درست ہو لہذا بچھو، مکھیوں اور ان جیسی دیگر ایسی چیزوں کی خرید و فروخت درست نہیں جن کا کوئی فائدہ نہ ہو۔

۸۔ آٹھویں شرط یہ ہے کہ **مبیع پاک ہو**[26] چنانچہ خنزیر اور مردار کی خرید و فروخت درست نہیں۔ (احناف کے نزدیک آٹھویں شرط موجود نہیں ہے بلکہ ان کے ہاں چیز کا مالیت اور قدر و قیمت والا ہونا ہی کافی ہے۔ یعنی چیز شرعی اعتبار سے قابل انتفاع ہو بس! اسی طرح جمہور نے مالیت کی شرط کا ذکر نہیں کیا بلکہ معقود علیہ کے شرعی اعتبار سے قابل انتفاع اور پاک ہونے کی شرط پر اکتفاء کیا ہے۔)

❖ شریعت اسلامیہ میں رضاعت کے احکامات

قرآن کریم میں رضاعت کے متعلق بڑے واضح انداز میں اللہ تعالیٰ نے احکامات نازل فرمائے ہیں:

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ۖ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۚ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ لَا تُكَلَّفُ

نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ ۗ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَن تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَإِنْ أَرَدتُّمْ أَن تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُم مَّا آتَيْتُم بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ[27]

ترجمہ: اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں یہ (حکم) اس شخص کے لئے ہے جو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے۔ اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق باپ کے ذمے ہوگا۔ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی (تو یاد رکھو کہ) نہ تو ماں کو اس کے بچے کے سبب نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے اور اسی طرح (نان نفقہ) بچے کے وارث کے ذمے ہے۔ اور اگر دونوں (یعنی ماں باپ) آپس کی رضامندی اور صلاح سے بچے کا دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں۔ اور اگر تم اپنی اولاد کو دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ تم دودھ پلانے والیوں کو دستور کے مطابق ان کا حق جو تم نے دینا کیا تھا دے دو اور خدا سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔

اس آیت کریمہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پیدائش کے بعد بچے کے لیے دودھ کا انتظام کرنا والدین کی اولین ذمہ داری ہے۔ والدہ کو باقاعدہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ بچے کو دودھ پلائے اور چاہے میاں بیوی کا تعلق طلاق کی وجہ سے ختم ہی کیوں نہ ہو چکا ہو تب بھی وہ دونوں باہمی مشاورت سے اس فریضے کو نبھائیں اور اگر والدہ بچے کو دودھ پلانے کی ذمہ داری لیتی ہے تو والد کے ذمہ اس کا نان ونفقہ ہے۔

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر والدہ کے حاملہ ہونے کی وجہ سے، کسی مرض کی وجہ سے یا عدم اتفاق کی وجہ سے بچے کی ماں اسے دودھ نہ پلا سکتی ہو تو کسی دائیہ کو اس کی اجرت ادا کر کے اس سے یہ کام لیا جا سکتا ہے اور اس میں کوئی حرج والی بات نہیں جب تم اس کو اس کی اجرت حسب دستور ادا کر دو۔[28] گویا شریعت اسلامیہ میں دودھ پیتے بچے کو اپنی ماں کے علاوہ کسی دوسرے عورت کا دودھ پلانے کی اجازت بھی دی گئی ہے۔ عرب میں اس کا عام رواج تھا اور شارع نے ایسا کوئی بھی حکم جاری نہیں کیا جس سے اس عمل کے منسوخ ہونے کی طرف راہ نمائی ملتی ہو لہذا بچہ مدت رضاعت میں اپنی ماں کے علاوہ کسی دوسری عورت کا دودھ بھی پی سکتا ہے۔

اس آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اگر دودھ پلانے کے لیے کسی دائیہ / اجنبی عورت کو مقرر کیا جائے تو اس کو اس کام کی باقاعدہ اجرت اور معاوضہ بھی ادا کیا جائے گا۔ مسلم معاشرے میں بچوں کو دودھ پلانے کی پریکٹس کا اگر مطالعہ کیا جائے تو درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں: ۱۔ عام طور پر بچوں کو ان کی حقیقی مائیں دودھ پلاتی ہیں۔ ۲۔ کچھ بچوں کو ان کی رضاعی ماں / دائیہ دودھ پلاتی ہے۔ ۳۔ کچھ بچے حقیقی ماں اور دائیہ دونوں کا دودھ پیتے ہیں۔ ۴۔ کچھ بچے حقیقی ماں اور ایک سے زیادہ رضاعی ماؤں کا دودھ بھی پیتے ہیں۔ ۵۔ کسی بیماری اور مجبوری کی حالت میں ماں / دائیہ اپنا دودھ کسی برتن میں نکال کر بھی کسی بچے کو پلا دیتی ہے۔ ۶۔ رضاعی ماؤں / دائیہ کو دودھ پلانے کی باقاعدہ طور پر طے شدہ اجرت بھی دی جاتی ہے اور اس پر شرعی نصوص بھی موجود ہیں۔

یہاں یہ بات قابل غور وغوض ہے کہ دائیہ / مرضعہ کو جو اجرت دی جاتی ہے وہ کس چیز کی ہے؟ کیا وہ دودھ کی قیمت ہے؟ یا دائیہ کی سروسز کے چارجز ہیں؟ یعنی وہ بچے کو سنبھالتی ہے اور اس کو وقت دیتی ہے وغیرہ۔ اگر یہ دودھ کی قیمت ہے تو کیا دودھ "مال" ہے؟ اس کی مقدار

معلوم ہے ؟دائیہ تقریبا دو سال کے عرصہ میں جتنا دودھ پلاتی ہے کیا وہ معاملہ طے کرتے وقت موجود ہوتا ہے ؟ یہ بھی طے نہیں ہوتا کہ دائیہ دن میں کتنی مرتبہ دودھ پلائے گی ؟اور کتنا دودھ پلائے گی ؟ان سب سوالوں کا جواب نہ ہونے کی وجہ سے ہم معالے کو انسانی دودھ کی خرید وفروخت کا معاملہ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ایک اور اہم نقطہ قابل غور ہے کہ مرضعہ / دائیہ بچوں کو اپنے پاس بسا اوقات ابتدائی چار پانچ سال بھی رکھتی تھیں / ہیں جب کہ دودھ پلانے کا عمل تو صرف دو یا اڑھائی سال جاری رہتا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرضعہ کو دی جانے والی اجرت دودھ کی قیمت نہیں ہے یعنی یہ عقد، عقد بیع نہیں ہے۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ نے المغنی میں رضاعت کے مسئلے کو "کتاب الاجارہ" میں ذکر کیا ہے اور اس بات پر بحث کرتے ہوئے کہ اس عقد میں معقود علیہ عورت کا دودھ ہے یا کچھ اور، یوں لکھتے ہیں:وَاخْتُلِفَ فِي الْمَعْقُودِ عَلَيْهِ فِي الرَّضَاعِ، فَقِيلَ: هُوَ خِدْمَةُ الصَّبِيِّ وَحَمْلُهُ وَوَضْعُ الثَّدْيِ فِي فَمِهِ وَاللَّبَنُ تَبَعٌ، كَالصِّبْغِ فِي إجَارَةِ الصَّبَّاغِ، وَمَاءِ الْبِئْرِ فِي الدَّارِ؛ لِأَنَّ اللَّبَنَ عَيْنٌ مِنْ الْأَعْيَانِ، فَلَا يُعْقَدُ عَلَيْهِ فِي الْإِجَارَةِ، كَلَبَنِ غَيْرِ الْآدَمِيِّ وَقِيلَ: هُوَ اللَّبَنُ. قَالَ الْقَاضِي: هُوَ أَشْبَهُ؛ لِأَنَّهُ الْمَقْصُودُ دُونَ الْخِدْمَةِ، وَلِهَذَا لَوْ أَرْضَعَتْهُ دُونَ أَنْ تَخْدُمَهُ، اسْتَحَقَّتْ الْأُجْرَةَ، وَلَوْ خَدَمَتْهُ بِدُونِ الرَّضَاعِ، لَمْ تَسْتَحِقّ شَيْئًا، وَلِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ: {فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ} [الطلاق: 6]فَجَعَلَ الْأَجْرَ مُرَتَّبًا عَلَى الْإِرْضَاعِ، فَيَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ الْمَعْقُودُ عَلَيْهِ. وَلِأَنَّ الْعَقْدَ لَوْ كَانَ عَلَى الْخِدْمَةِ، لَمَا لَزِمَهَا سَقْيُهُ لَبَنَهَا. وَأَمَّا كَوْنُهُ عَيْنًا، فَإِنَّمَا جَازَ الْعَقْدُ عَلَيْهِ فِي الْإِجَارَةِ رُخْصَةً؛ لِأَنَّ غَيْرَهُ لَا يَقُومُ مَقَامَهُ، وَالضَّرُورَةُ تَدْعُو إلَى اسْتِيفَائِهِ، وَإِنَّمَا جَازَ هَذَا فِي الْآدَمِيِّينَ دُونَ سَائِرِ الْحَيَوَانِ، لِلضَّرُورَةِ إلَى حِفْظِ الْآدَمِيِّ، وَالْحَاجَةِ إلَى إبْقَائِهِ[29]. معقود علیہ کے متعلق مسئلہ رضاعت میں فقہاء میں اختلاف ہے۔ایک رائے یہ ہے کہ یہ بچے کی خدمت اور اس کو اٹھانے، دودھ پلانے، وغیرہ پر عقد کیا جاتا ہے۔(یعنی یہ عقد خدمات / سروسز پر ہے)اور دودھ اس عقد کے توابع میں سے ہے جیسے ایک گھر کے عقد اجارہ میں اس کے کنویں کا پانی از خود اس میں شامل ہو جاتا ہے۔دودھ پر عقد اس وجہ سے نہیں ہے کیونکہ دودھ "عین" ہے لہذا اس پر عقد اجارہ منعقد نہیں ہو سکتا، حیوانوں کے دودھ کی طرح۔اور ایک رائے یہ ہے کہ اس عقد میں معقود علیہ "انسانی دودھ" ہی ہے۔امام قاضیؒ فرماتے ہیں: یہ رائے زیادہ مناسب ہے کیونکہ یہاں اس عقد کا مقصود سروسز نہیں ہیں لہذا اگر وہ (مرضعہ) بچے کو صرف دودھ پلائے اور اس کی باقی خدمت نہ کرے تو تب بھی وہ اجرت کی مستحق ہو گی۔اور اگر وہ بچے کی خدمت تو کرے لیکن دودھ نہ پلائے تو تب کسی چیز کی مستحق نہیں۔کیوں کہ اللہ تعالی نے سورۃ الطلاق میں یہ واضح کیا ہے کہ اگر وہ تمہارے (بچے) کو دودھ پلائیں تب انہیں ان کا اجر دو۔تو اللہ تعالیٰ نے اجرت کو دودھ پلانے کے ساتھ جوڑا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہی معقود علیہ ہے کیونکہ اگر معقود علیہ "خدمات" ہوتیں تو اس کا دودھ پلانا ضروری نہ رکھا جاتا۔جہاں تک اس کے "عین" ہونے کا معاملہ ہے تو استثنائی صورت کے طور پر اس پر اجارہ کا عقد جائز ہے کیونکہ اس کا بدل موجود نہیں ہے اور ضرورت تقاضا کرتی ہے کہ اسے پورا کیا جائے اس طرح یہ (عقد) انسانی ضرورت اور جان کے تحفظ (بقا) کی خاطر انسانی دودھ میں جائز ہے تاہم باقی حیوانات میں نہیں۔

❖ **انسانی دودھ کے بینکوں کا تعارف، ضرورت اور طریقہ کار:** ماں کا دودھ بچے کی صحت اور زندگی کی بقا کے لیے ایک انتہائی لازمی اور بنیادی ذریعہ ہے۔بسا اوقات بچے کی پیدائش کے دوران ماں کے وفات پا جانے، والدہ کا کسی متعدی بیماری کا شکار ہونے، بچے کا وزن انتہائی کم ہونے یا بچے کی قبل از وقت ولادت (خدیج) کی وجہ سے (کیونکہ قبل از وقت ولادت سے اکثر والدہ کا دودھ میسر نہیں ہوتا) یا کسی بھی میڈیکل یا سوشل وجہ سے اگر ماں کا دودھ بچے کے لیے میسر نہ ہو یا والدہ دودھ پلانے کی پوزیشن میں نہ ہو تو ایسے بچوں کو انسانی دودھ کے بینکوں کی مدد سے انسانی دودھ مہیا کیا جاتا ہے جو کہ اینٹی باڈیز پر مشتمل ہوتا ہے جو انفیکشنز کے خلاف لڑنے کے لیے بچے کی قوت مدافعت میں اضافہ کرتے ہیں اور بچے کی گروتھ اور ڈویلپمنٹ میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ قبل از وقت ولادت والے بچوں کو اکثر طور پر آنت کی ایک مہلک بیماری (Necrotizing Enterocolitis-NEC) کا سامنا ہوتا ہے اور اس بیماری کے ان بچوں پر حملہ آور ہونے کے امکانات 10 ٹائم زیادہ ہوتے ہیں جو ماں کا دودھ (انسانی دوددھ) نہیں پیتے بنسبت ان بچوں کے جو اس دوران انسانی دودھ پیتے۔یوں یہ انسانی دودھ کے بینک ایسے بچوں کی زندگی اور صحت پر دوررس اثرات مرتب کرتے ہیں۔[30]

زمانہ قدیم میں تو ایسی صورت حال سے نمٹنے کے لیے کسی مرضعہ کی خدمات لے لی جاتی تھیں لیکن دور حاضر میں امریکہ یا مغربی ممالک میں ایسی رضاعی ماوں کا ملنا تقریباً ناممکن ہو گیا تو ان ممالک نے بلڈ بینک اور انسانی اعضاء کے بینکوں کی طرح انسانی دودھ کے بینکوں کے قیام کا سوچا۔اس سلسلے میں سب سے پہلا انسانی دودھ کا بینک آسٹریا کے دارالحکومت ویانا میں 1909 میں قائم کیا گیا۔اس سے قبل یورپ میں (Wet nursing) کا رواج تھا جس کو اسلامی کلچر میں مرضعہ / دائیہ کے ذریعے بچے کو دودھ پلانے سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ویٹ نرسنگ کے لیے خواتین کی عدم دستیابی اور جراثیموں کی منتقلی سے بچانے کے لیے اس کی جگہ انسانی دودھ کے بینکوں کو اس مقصد کے حصول کے لیے استعمال کیا جانے لگا۔ آسٹریا (ویانا) کے فوراً بعد امریکہ کے "بوسٹن فلوٹنگ ہاسپٹل" اور پھر دیگر ممالک میں بھی انسانی دودھ کے بینک قائم کیے گئے۔1960 کی دہائی میں لوگوں کا رجحان ان انسانی دودھ کے بینکوں کی طرف سے کم ہو گیا جس کی بنیادی وجہ "فارمولا دودھ" کا مارکیٹ میں باآسانی میسر ہونا تھا۔اسی طرح جب متعدی بیماریوں (ایڈز) وغیرہ پر ریسرچ ہوئی تو تحقیق میں یہ بات بھی سامنے آئی تھی کہ ایڈز وغیرہ عورت کے دودھ کے ذریعے بچے میں منتقل ہو سکتا ہے۔1980 میں ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (WHO) اور یونیسف (UNICEF) نے مشترکہ طور پر یہ کہا کہ اگر ماں کا دودھ میسر نہ ہو تو اس کا بہترین متبادل انسانی دودھ کے بینکوں سے ملنے والا دودھ ہے۔ 2000ء میں جب یہ واضح ہو گیا کہ کسی عورت کا دودھ جمع کرنے سے قبل اس کی سکریننگ کر کے متعدی بیماریوں کے منتقل ہونے کے خطرے سے بچا جا سکتا ہے تو ان بینکوں کی طرف لوگوں کا رجحان تیزی سے بڑھنے لگا۔ 2010ء میں یورپین ملک بینک ایسوسی ایشن (EMBA) کا قیام عمل میں لایا گیا جس کا اصل مقصد ان بینکوں کو پروموٹ کرنا اور یورپین ممالک کے مابین ان بینکوں کے سلسلے میں باہمی تعاون پیدا کرنا تھا۔اسی طرح اس سے پہلے "ہیومن ملک بینکنگ ایسوسی ایشن آف نارتھ امریکہ" اور "اٹالین ایسوسی ایشن آف ہیومن ملک بینک" بھی دہائیوں سے کام کر رہی تھیں۔2014 میں اٹلی نے اپنے ملک میں دیگر ممالک کی طرح "نیشنل لاء فار ہیومن ملک بینک" کے

نام سے قانون سازی بھی کی۔ یہ آرگنائزیشنز ان انسانی دودھ کے بینکوں کو ریگولیٹ کرنے اور ان کے لیے مناسب طریقہ کار وضع کرنے کی خدمات سرانجام دیتی ہیں۔[31]

اب جہاں امریکہ اور یورپ میں سینکڑوں بینک موجود ہیں اس کے ساتھ ساتھ انسانی دودھ کے بینکوں کے قیام کا سلسلہ انڈیا، جاپان، چائنہ اور ویتنام تک آ پہنچا ہے۔ "یورپین ملک بینک ایسوسی ایشن" کی آفیشل ویب سائیٹ کے مطابق اس وقت دنیا کے 66 ممالک میں 750 سے زیادہ انسانی دودھ کے بینک کام کر رہے ہیں۔ مزید یہ کہ جہاں صرف یورپ کے 29 ممالک میں 280 بینک فنکشنل ہیں اور مزید 17 فنکشنل ہونے جا رہے ہیں وہاں 15 جولائی 2016 کو "اسلامی ریپبلک ایران" کے شہر تبریز کے ایک ہاسپٹل میں باقاعدہ طور پر انسانی دودھ کے بینک افتتاح ہو چکا ہے اور انسانی دودھ کا یہ بینک اب ورکنگ حالت میں ہے۔

The milk bank is located on the second floor of the hospital near to the Laboratory unit. Guidelines from the HMBANA are used for screening the donors, collecting and testing the milk, pasteurization and storing the milk. Two trained staff work in the Bank (one nurse and one assistant nurse) and they work under the supervision of the Clinical Director in the Department of Neonatology, Dr Mohammad Bagher Hosseini.[32]

ان بینکوں میں اب باقاعدہ طور پر قواعد وضوابط کے تحت انسانی دودھ جمع کر کے ضرورت مند بچوں کو فراہم کیا جاتا ہے۔ پہلے جسمانی اعتبار سے صحت مند اور بخوشی دودھ فراہم کرنے والی ماؤں کی سلیکشن کی جاتی ہے، پھر ان کی سکریننگ کی جاتی ہے کہ ان کو کوئی متعدی بیماری تو نہیں ہے، پھر ان کا دودھ صاف کنٹینر میں حاصل کر لیا جاتا ہے، دودھ کو باقاعدہ پراسس کے تحت سٹور کیا جاتا ہے اور آخری مرحلہ اس دودھ کو ضرورت مند بچوں کو فراہم کرنا ہوتا ہے۔

Most of the national guidelines worldwide recommend the pasteurisation of donor human milk with the Holder method at 62.5°C for 30 minutes. But there are a few exceptions: in Norway and in some donor milk bank in Germany unpasteurised milk is used. Donors are tested every third month for HIV, syphilis, hepatitis B and C and cytomegalovirus. Every bottle of milk is tested for bacteria. If the donor milk is used unpasteurised only very low levels of skin commensals are allowed in the milk. The raw milk contains the full amount of its bioactive compounds e.g. bile-salt-stimulated lipase, lysozyme, lactoferrin and even its probiotic activity.[33]

❖ **انسانی دودھ کی بطور مبیع خرید وفروخت:** بنیادی طور پر انسانی دودھ کے یہ بینک انسانی ہمدردی اور نومولود بچوں کی جان بچانے کے لیے بنائے گئے جن کو زیادہ تر دودھ عطیہ کے طور پر دیا جاتا تھا اب بھی تمام آرگنائزیشنز اور دودھ کے بینکوں نے اپنی اپنی ویب سائیٹس پر دودھ دینے والی ماؤں کے لیے ڈونرز (Donor) کا لفظ استعمال کیا ہے لیکن یہ حلقے خود ہی یہ بات بھی کرتے نظر آتے ہیں کہ اتنی مقدار میں دودھ کی ڈیمانڈ کو صرف عطیات کی بنیاد پر پورا نہیں کیا جا سکتا اور اس مادی دور میں کوئی عورت اپنے بچے کا دودھ کسی دوسری عورت کے (خدیج، بیمار، یتیم یا لاوارث) بچے کو کیوں کر دے گی؟ لہٰذا اب مختلف کمپنیاں مختلف خواتین سے قیمتاً دودھ خرید کر اس کو آگے فروخت بھی کر رہی ہیں۔ بریسٹ فیڈنگ کے متعلق (Bio Med Central) www.biomedcentral.com کے "انٹرنیشنل بریسٹ

فیڈنگ جرنل" میں بیسیوں ایسی ریسر چز شائع ہو چکی ہیں جو بریسٹ فیڈنگ کے کمرشلائزیشن اور انسانی دودھ کی مارکیٹس میں خرید و فروخت کو زیر بحث لاتی ہیں۔ان میں سے ایک آرٹیکل (Markets, breastfeeding and trade in mothers' milk. By: Julie P Smith) ہے جس میں انسانی دودھ کی ٹریڈ کو تفصیل سے زیر بحث لایا گیا ہے محقق نے اپنے سٹڈی کے بیک گراونڈ کے طور پر یہ وضاحت کی ہے:

It was recently reported that a major US retailer was considering selling human milk[34]

اسی بات کو ایک اور سٹڈی میں یوں ذکر کیا گیا ہے:

Human milk now collected, processed and sold as a commercial enterprise[35]

تحقیقی مقالات کے علاوہ اس بات کو مختلف نیوز ایجنسیز نے بھی بطور سٹوری شئیر کیا ہے۔ان سب باتوں سے یہ چیز ثابت ہوتی ہے کہ ویٹ نرسنگ کے علاوہ اب انسانی دودھ کی بطور مبیع باقاعدہ ٹریڈنگ شروع ہو چکی ہے۔ جس کے بارے میں گلوبلی اور نیشنل سطح پر باقاعدہ قانون سازی اور طریقہ کار کے وضع کرنے کی اشد ضرورت ہے اسی طرح اس معاملے کی فقہی اور شرعی اعتبار سے جائزہ لینے کی بھی وقت کی اشد ضرورت ہے۔

❖ **انسانی دودھ کی خرید و فروخت کے متعلق فقہاء کی آراء:** ماں کا یا دائیہ کا بچے کو دودھ پلانا رضاعت کہلاتا ہے رضاعت کے احکام قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں واضح طور پر بیان کر دیئے گئے۔انسانی دودھ نومولود بچوں کی پہلی اور لازمی خوراک ہے جس پر عموما نومولود کی زندگی کا انحصار ہوتا ہے۔بچے کو انسانی دودھ مہیا کرنے کے طریقے درج ذیل ہیں: ۱۔ماں براہ راست اپنے بچے کو اپنا دودھ پلائے یا ماں کسی برتن میں اپنا دودھ نکال کر اپنے بچے کو پلائے۔ ۲۔ مرضعہ / دائیہ کسی دوسری عورت کے بچے کو براہ راست دودھ پلائے یا کسی برتن میں نکال کر دودھ پلائے۔ ۳۔ انسانی دودھ کے بینکوں سے کسی ایک عورت کا دودھ لے کر کسی نومولود کو پلانا۔ ۴۔ انسانی دودھ کے بینکوں سے زیادہ عورتوں کا دودھ لے کر کسی ایک بچے کو پلانا۔

بنیادی سوال یہ ہے کہ انسانی دودھ کے بینکوں میں انسانی دودھ کی خرید و فروخت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ یعنی کوئی عورت اپنے بچے کی ضرورت سے زائد دودھ فروخت کر سکتی ہے؟ کیا کوئی ضرورت مند اپنے بچے کے لیے وہ دودھ خرید سکتا ہے؟

قدیم ذخیرہ فقہ میں موجود دلائل کا مطالعہ: اس کے متعلق فقہاء کی آراء مختلف ہیں اور ان آراء کے اختلاف کی بنیادی وجہ مبیع کی شرائط کے بارے میں آراء کا مختلف ہونا ہے۔شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک کسی برتن میں موجود دعورت کے دودھ کی خرید و فروخت صحیح ہے لیکن حنفیہ اور مالکیہ نے اسے ممنوع قرار دیا ہے۔ **شوافع اور ان کے موافقین کے نزدیک اس کے جواز کی دلیل یہ ہے** کہ عورت کا دودھ پاک اور قابل انتفاع چیز ہے اور یہ انسان کی غذا بھی ہے اس لیے اس کی خرید و فروخت درست ہے۔ابن قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: **فَأَمَّا بَيْعُ لَبَنِ الآدَمِيَّاتِ، فقال أحمدُ: أَكْرَهُه. واخْتَلَفَ أَصْحابُنا في جَوازِه. فظاهِرُ كَلامِ الخِرَقِيِّ جَوازُه؛ لقوله: "وَكُلَّ مَا فِيهِ**

الْمَنْفَعَةُ". وهذا قولُ ابنِ حامِدٍ، ومذهَبُ الشَّافِعِيّ. وذَهَبَ جماعَةٌ من أصحابِنا إلى تحريمِ بَيْعِه، وهو مذهبُ أبي حنيفةَ ومالِكٍ، لأنَّه مائِعٌ خارِجٌ من آدَمِيّةٍ، فلم يَجُزْ بَيْعُه[36]۔ **احناف اور مالکیہ کی دلیل یہ ہے کہ** یہ انسان کا قابل احترام جزو ہے اور اسے خرید وفروخت کی چیز قرار دینے میں اس کی اہانت ہے اور اس کی خرید وفروخت اس وجہ سے بھی جائز نہیں کہ یہ "مال" نہیں ہے جب کہ خرید وفروخت کے لیے مبیع کا مال ہونا شرط ہے۔احناف نے اس کو انسانی جسم سے نکلنے والے پسینے پر قیاس کیاہے کہ جس طرح انسان کے پسینے کی خرید وفروخت درست نہیں اسی طرح انسانی دودھ کی خرید وفروخت بھی درست نہیں۔احناف کہتے ہیں کہ اسلاف میں سے کسی نے بھی اس کی خرید وفروخت کو جائز قرار نہیں دیا[37] صاحب بدائع الصنائع لکھتے ہیں: ہمارے نزدیک عورت کے دودھ کو برتن میں ڈال کر فروخت کرنادرست نہیں۔۔ہماری دلیل یہ ہے کہ کیونکہ عورت کا دودھ مال نہیں ہے اس لیے اس کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں مزید یہ کہ یہ انسان کا جزو ہے اور انسان اپنے تمام اجزاء سمیت مکرم ومحترم ہے جب کہ خرید وفروخت کے ذریعے اس کی تحقیر کرنا اکرام اور احترام کے منافی ہے۔[38] ہدایہ میں مرقوم ہے:۔۔۔ولا بيع لبن امراءة فى قدح پیالہ میں عورت کے دودھ کی بیع جائز نہیں[39]

❖ **عصر حاضر کے فقہاء کی آراء اور فقہ اکادمیات کا نقطہ نظر:** دور حاضر میں انسانی دودھ کی بطور مبیع خرید وفروخت کا تعلق انسانی دودھ کے بینکوں سے جڑاہواہے جن تعارف اوپر گزر چکاہے۔ذیل میں انسانی دودھ کے بینکوں کے بارے میں دور حاضر کے فقہاء اور فقہ اکیڈمیز کی قراردادوں کا مطالعہ کیاجائے گا:

۱۔ **مفتی احمد ھریدی** رحمہ اللہ سے وزارت صحت نے 1963 مں انسانی دودھ کے بینک کے قیام کے جواز وعدم جواز کے متعلق جب فتویٰ طلب کیاتو مفتی احمد حریری نے رضاعت کے معاملے پر تفصیلی بحث ذکر کرنے کے بعد یہ موقف اپنایا کہ ایسے بنوک سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی اور ان کا قیام کرنادرست ہے۔لذلك نرى أنه لا مانع من الوجهة الدينية والشرعية من إنشاء بنك اللبن الذى تشيرون إليه[40]

۲۔ **24 مئی 1983ء کو المنظمة الاسلاميه للعلوم الطبيه، کویت** نے "ندوة الانجاب فى ضوء الاسلام" کے نام سے ایک کانفرنس منعقد کی جس میں زیر بحث آنے والے موضوعات میں سے ایک **موضوع "انسانی دودھ کے بینک"** بھی تھااس میں دنیابھر کے فقہاء نے اپنے مقالات پیش کیے جن میں دکتور یوسف قرضاوی، دکتور محمد علی البار، مفتی تقی عثمانی وغیر ھم شامل ہیں۔انسانی دودھ کے بنکوں کے متعلق **دکتور یوسف قرضاوی کاواضح موقف تھا کہ** فلا ريب أن الهدف الذي من أجله أنشئت" بنوك الحليب "كما عرضها السؤال هدف خير نبيل يؤيده الإسلام الذي يدعو إلى العناية بكل ضعيف أيًا كان سبب ضعفه، وخصوصًا إذا كان طفلًا خديجًا لا حول له ولا قوة.ولا ريب أن أية امرأة مرضع تسهم بالتبرع ببعض لبنها لتغذية هذا الصنف من الأطفال مأجورة عند الله، ومحمودة عند الناس، بل يجوز أن يشترى ذلك منها إذا لم تطب نفسها بالتبرع، كما جاز استئجارها للرضاع كما نص عليه القرآن، وعمل به المسلمون.ولا ريب كذلك أن المؤسسة التي تقوم بتجميع هذه" الألبان "وتعقيمها وحفظها لاستخدامها في تغذية هؤلاء الأطفال في صورة ما سمي " بنك الحليب " مشكورة مأجورة أيضًا[41]. **اس میں انہوں نے یہ موقف اپنایا کہ یہ احسن**

اقدام ہے بالخصوص ان بچوں کے لیے جو خدیج ہوں اور جو خواتین اس مقصد کے لیے دودھ عطیہ کرتی ہیں وہ اللہ تعالی کے ہاں اجر کی مستحق ہیں اور لوگوں کے نزدیک بھی قابل تعریف ہیں۔ اگر کوئی عورت عطیہ (فری) کے طور پر دودھ نہ دینا چاہے تو اس **سے دودھ خریدلینا بھی جائز ہے** جیسے نص قرآنی میں رضاعت کے لیے اجرت دینا موجود ہے اور مسلمانوں کا اس پر عمل بھی ہے۔ بلاشبہ جو بھی تنظیم / ادارہ اس مقصد کے لیے دودھ جمع کرنے ان کو جراثیم وغیرہ سے محفوظ کر کے ضرورت مند بچوں کی غذا کے لیے مہیا کرتا ہے وہ بھی قابل قدر اور قابل اجر ہے۔

اسی مقالہ میں دکتور یوسف قرضاوی نے آگے چل کر یہ بھی بیان کیا کہ اس کی وجہ سے رضاعت بھی ثابت نہیں ہوتی اور رضاعت کے ثبوت وعدم ثبوت پر تفصیل سے بحث کی۔ (رضاعت کا موضوع الگ سے تفصیلی مضمون کا متقاضی ہے لہذا اسے یہاں زیر بحث نہیں لایا جا رہا) دکتور یوسف قرضاوی کے بعد دکتور محمد علی بارنے اپنا مقالہ پیش کیا جس میں انہوں نے واضح کیا کہ کچھ ممالک میں جب کسی بچے کی حقیقی والدہ بچے کو دودھ پلانے سے بوجوہ قاصر رہتی ہے یا والدہ پیدائش کے وقت وفات پا جاتی ہے اور ان ممالک میں مرضعہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے ان اقوام (امریکہ اور یورپی ممالک) میں انسانی دودھ کے مراکز بنانے کا خیال آیا جو مقصد کے اعتبار سے ایک احسن اقدام ہے۔ وہ مزید بیان کرتے ہیں ان مراکز میں خواتین اپنا زائد از ضرورت **دودھ عطیہ کرتی ہیں یا فروخت کرتی ہیں**۔ اس تمہید کے بعد انہوں نے مختلف دلائل اور کچھ ڈاکٹروں (اطباء) کی آراء کو بیان کر کے اس بات پر زور دیا کہ ان بینکوں کی اسلامی ممالک میں چنداں ضرورت نہیں ہے اور اس کی درج ذیل وجوہ بیان کیں: ا۔ اس سے رضاعت ثابت ہوتی ہے۔ ۲۔ یہ بہت مشقت طلب کام ہے اور اخراجات بھی زیادہ ہیں۔ ۳۔ ترقی یافتہ ممالک کے لیے ایسے جمع شدہ دودھ کی حفاظت کرنا اور اسے جراثیموں سے محفوظ رکھ کر بچوں تک پہنچانا بہت مشکل ہے تو دیگر غیر ترقی یافتہ / ترقی پذیر ممالک یہ کام کیسے کر سکیں گے؟۔ ۴۔ ہمارے ممالک میں رضاعی مائیں دستیاب ہیں لہذا اس مشقت میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ ۵۔ امریکہ اور مغربی دنیا میں بھی ان بینکوں کی تعداد پہلے سے کم ہو چکی ہے کیوں کہ اس طرح دودھ کی زیادہ ڈیمانڈ نہیں ہے۔ اسی کانفرنس میں مفتی تقی عثمانی حفظہ اللہ نے بھی اپنا مقالہ پیش کیا اور انہوں نے موقف اپنایا کہ رضاعت کے مسائل ہیں اور اس سے رضاعت ثابت ہو گی۔ دکتور مصطفی زرقا رحمہ اللہ نے اپنے مقالہ میں اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ ہمارا یہاں جمع ہونے کا اصل مقصد اس بات پر بحث کرنا نہیں ہے کہ آیا یہ بینک ہونے چاہیں یا نہیں؟ مستقبل میں اگر اسلامی ممالک میں ان کی حکومتیں علماء سے رائے لیے بغیر ہی ایسے مراکز قائم کر دیتی ہیں تو تب اس معاملے میں ہماری فقہی رائے کیا ہو گی؟ یعنی رضاعت اور دیگر مسائل کے بارے رائے قائم کرنا اور کوئی متفقہ فیصلہ دینا ہمارا اصل مقصد ہے۔ اور آخر میں انہوں نے دکتور یوسف قرضاوی کی رائے کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ اس سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ رئیس الندوۃ کا رجحان اس کانفرنس میں رضاعت کے مسائل کی وجہ سے اسی جانب تھا کہ اسلامی ممالک میں ایسے انسانی دودھ کے بینکوں کی ضرورت نہیں ہے۔[42]

اس ساری کانفرنس میں ہونے والی کاروائی کو اگر بغور دیکھا جائے تو کسی بھی رکن نے دودھ کی خرید و فروخت پر اعتراض نہیں کیا۔ دکتور محمد علی بار حفظہ اللہ نے بڑی وضاحت سے تقریبا دو مرتبہ یہ بیان کیا کہ عورتیں عطیۃً یا قیمت کے ساتھ دودھ فراہم کر رہی ہیں۔ انسانی دوددھ کے بینکوں پر اعتراض کرنے والوں نے وجہ اعتراض رضاعت ثابت ہونے کے مسائل کو بنایا ہے۔

۳۔ **مجمع الفقہ الاسلامی الدولی (جدہ)** نے اپنے دوسرے اجلاس میں جو ۲۲ تا ۲۸ دسمبر 1985ء میں منعقد ہوا تھا، عالم اسلامی میں ایسے "دودھ بینک" بنانے سے منع کیا ہے اور ساتھ یہ قرارداد (قرداد نمبر: 6) بھی پاس کی ہے کہ ایسے بینکوں سے دودھ لے کر بچوں کو اگر پلایا جائے تو رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

إن مجلس مجمع الفقه الإسلامي الدولي المنبثق عن منظمة المؤتمر الإسلامي في دورة انعقاد مؤتمره الثاني بجدة من 10-16 ربيع الآخر 1406ھ الموافق 22-28 كانون الأول (ديسمبر) 1985م،

بعد أن عرض على المجمع دراسة فقهية، ودراسة طبية حول بنوك الحليب،وبعد التأمل فيما جاء في الدراستين ومناقشة كل منهما مناقشة مستفيضة شملت مختلف جوانب الموضوع وتبين منها:**أولًا** :أن بنوك الحليب تجربة قامت بها الأمم الغربية، ثم ظهرت مع التجربة بعض السلبيات الفنية والعلمية فيها فانكمشت وقل الاهتمام بها. **ثانيًا** :أن الإسلام يعتبر الرضاع لحمة كلحمة النسب يحرم به ما يحرم من النسب بإجماع المسلمين. ومن مقاصد الشريعة الكلية المحافظة على النسب، وبنوك الحليب مؤدية إلى الاختلاط أو الريبة. **ثالثًا** :أن العلاقات الاجتماعية في العالم الإسلامي توفر للمولود الخداج أو ناقص الوزن، أو المحتاج إلى اللبن البشري، في الحالات الخاصة ما يحتاج إليه من الاسترضاع الطبيعي، الأمر الذي يغني عن بنوك الحليب.

قررما يلي:أولًا :منع إنشاء بنوك حليب الأمهات في العالم الإسلامي. **ثانيًا** :حرمة الرضاع منها. والله أعلم-[43]

اس قرارداد میں بھی انسانی دودھ کے بینکوں کے قیام سے ان کی ضرورت نہ ہونے، رضاعت کے مسائل اور اسلامی ممالک میں مرضعہ کی با آسانی دستیابی کی وجہ سے منع کیا گیا ہے اور اس دودھ کی خرید و فروخت کے معاملہ پر رائے نہیں دی گئی ہے۔

۴۔ **یورپین کونسل فار فتوی اینڈ ریسرچ** نے اپنے بارھویں اجلاس کے تیسرے فتوی میں انسانی دودھ کے بینکوں سے فائدہ اٹھانے کو جائز قرار دیا ہے۔ یہ اجلاس ڈبلن آئرلینڈ میں 31 دسمبر 2003 سے 4 جنوری 2004ء تک جاری رہا۔

تداول أعضاء المجلس في موضوع انتفاع أطفال المسلمين — ولا سيما الخدَّج وناقصي الوزن عند الولادة — من لبن بنوك الحليب المنتشرة في المجتمعات الغربية، والتي يحتاجها هؤلاء الأطفال إنقاذًا لحياتهم.

وبعد الاطلاع على القرار رقم 6 (2/6) الصادر عن مجمع الفقه الإسلامي الدولي بشأن إنشاء بنوك الحليب في العالم الإسلامي وحرمة الرضاع منها، استعرض المجلس الدراسات الفنية والشرعية المقدمة من بعض أعضائه حول بنوك الحليب، ونظرًا لتغير الحيثيات التي استند إليها قرار المجمع الفقهي الدولي وبخاصة ما يتعلق بالمسلمين المقيمين في ديار الغرب، حيث إن هناك بنوكًا للحليب قائمة منذ زمن وتأخذ بالتزايد والانتشار من قطر إلى آخر، إضافة إلى تزايد أعداد المسلمين المقيمين في الغرب وعدم توافر المرضعات المعروفات كما هو الشأن في العالم الإسلامي فإن المجلس يقرر ما يلي:

أولًا: لا مانع شرعًا من الانتفاع من لبن بنوك الحليب عند الحاجة.

ثانيًا: لا يترتب على هذا الانتفاع التحريم بسبب الرضاعة؛ لعدم معرفة عدد الرضعات، ولاختلاط الحليب، ولجهالة المرضعات بسبب المنع القانوني المطبَّق في هذه البنوك من الإفصاح عن أسماء مُعْطِيات الحليب، فضلًا عن وفرة عدد هؤلاء المعطِيات الذي يتعذر حصره؛ وذلك استئناسًا بما قرره الفقهاء من عدم انتشار الحرمة فيمن يرضع من امرأة مجهولة في قرية، لتعذر التحديد، ولأن الحليب المقدم من تلك البنوك هو خليط من لبن العديد من المرضعات المجهولات ولا تعرف النسبة الغالبة فيه، والله أعلم[44].

یورپین کونسل نے یہ پہلے جدہ والی کانفرنس کا حوالہ دیا اور اس کے بعد مغربی ممالک میں مقیم مسلمانوں کی احوال وظروف کو مدنظر رکھ کر کہ قرارداد پاس کی کہ انسانی دودھ کے بینکوں سے فائدہ اٹھانے میں شرعا کوئی ممانعت نہیں ہے اور اس سے رضاعت بھی ثابت نہیں ہوتی۔

❖ **فقہی دلائل اور آراء کا تجزیہ:** مندرجہ بالا بحث اور دلائل کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ایک مرضعہ / دائیہ کسی دوسری عورت کے بچے کو جو دودھ پلانے کا عقد کرتی ہے وہ عقد بیع نہیں ہوتا بلکہ عقد اجارہ ہوتا ہے اور عقد اجارہ میں ایک رائے یہ ہے کہ مرضعہ کا دودھ اس عقد کے توابع میں شامل ہے جب کہ دوسری رائے یہ ہے کہ اس عقد میں معقود علیہ یہ انسانی دودھ ہی ہے بے شک یہ "عین" ہے لیکن ضرورت کی وجہ سے یہ عقد ٹھیک ہے۔ جب اس دودھ کو عورت کسی برتن میں نکال دے تو یہ الگ سے ایک حیثیت کا حامل ہو جاتا ہے اور یہ بچے کی غذا کے طور پر ایک قیمتی اور ویلیو ایبل چیز ہے۔ اس کے متعلق قدیم فقہاء کی دو آراء ہیں امام شافعی اور حنبلی سکول آف تھاٹ کے نزدیک اب اس کی خرید وفروخت جائز ہے اور اس پر عقد بیع منعقد ہو گا۔ جب کہ امام ابو حنیفہ اور مالکی سکول آف تھاٹ کے نزدیک چونکہ یہ انسانی جزو ہے اس لیے یہ مال نہیں بن سکتا اور اس کی خرید وفروخت کرنا انسان کی تکریم کے خلاف ہے۔

جہاں تک انسانی جزو کا تعلق ہے تو یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ اس جزو (انسانی دودھ) کی حیثیت انسانی دل، گردہ یا جگر جیسی نہیں ہے نہ ہی اس کی حیثیت انسانی خون کی طرح ہے بلکہ یہ اصل کے اعتبار سے ان سے مختلف ہے۔

انسانی جسم کے اعضاء: انسانی جسم کے اعضاء میں سے **ایک** وہ اعضاء ہیں جو انسانی جسم کے بنیادی اجزا ہیں جیسے: دل، گردے، جگر، پھیپھڑے اور آنکھیں وغیرہ

دوسرے وہ اعضاء ہیں جو جسم سے علیحدہ اجزاء ہیں اور ان کی تجدید ہوتی رہتی ہے اور کمی کی صورت میں ان کا بدل تیار ہو جاتا ہے جیسے: خون، جلد، بال، ناخن وغیرہ

تیسرے وہ اعضاء ہیں جن کو انسانی جسم پیدا ہی دوسروں کی خاطر کرتا ہے جیسے: عورت کا دودھ۔ یہی وجہ ہے کہ عورت کی چھاتی میں دودھ کا برقرار رہنا اس کے لیے تکلیف اور ضرر کا باعث ہوتا ہے اس کی طبیعت کا تقاضا ہے کہ اسے بچے کے فائدے کے لیے جسم سے نکالا جائے۔ عورت کے دودھ میں اصل یہ ہے کہ جب تک اس کا جسم اسے پیدا کر رہا ہے اسے اس کے جسم سے نکالا جائے گا کیونکہ اس کا جسم

میں باقی رہنا اس کے لیے تکلیف دہ ہو گا لہذا اس صورت میں وہ ایک مستقل قابل انتفاع مال کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے جب کہ دیگر انسانی اعضاء میں اصل یہ ہے کہ ان کو جسم میں باقی رکھا جائے تاکہ جس مقصد کے لیے انہیں پیدا کیا گیا ہے وہ اسے پورا کرتے رہیں۔[45]

دکتور توفیق رمضان بوطی لکھتے ہیں کہ انسانی دودھ اور خون میں درج ذیل وجوہ سے فرق پایا جاتا ہے:

۱۔ دودھ جسم کے زوائد میں سے ہے جب کہ خون جسم کے لوازمات میں سے ہے نیز خون میں اصل یہ ہے کہ وہ جسم میں رہ کر اپنے حیاتیاتی فرائض سر انجام دیتا رہے جب کہ عورت کے دودھ میں اصل یہ ہے کہ اسے جسم سے نکالا جائے تاکہ وہ بچے کی غذا بن سکے نیز دودھ کا جسم میں رہنا اس کے لیے تکلیف کا باعث ہوتا ہے جب کہ خون کا جسم سے نکالنا عام طور پر جسم کے لیے تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔

۲۔ دودھ پاک ہے اور عام طور پر اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے جب کہ خون ناپاک ہے اور بعض فقہاء کے نزدیک ناپاک چیز کی خرید و فروخت نہیں ہو سکتی[46]

اگر امام ابو حنیفہؒ اور مالکی سکول آف تھاٹ کو تسلیم کیا جائے تو تب بھی یہ کسی ضرورت مند بچے کی ضرورت پوری کرنے کے لیے اگر کوئی عورت فری میں دودھ دینے کے لیے تیار نہ ہو تو "جعالہ" کی مدد سے اس مسئلے کو حل کیا جا سکتا ہے۔ جعالہ سے مراد "کسی متعین یا ایسے مجہول کام پر معلوم معاوضہ کا التزام کرنا ہے جس علم مشکل سے حاصل ہو سکے" یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ "جاعل" کا کوئی جائز کام کرنے یا کچھ مدت کے لیے کام کرنے والے شخص کے لیے معلوم مال کا اعلان کرنا خواہ وہ کام اور مدت مجہول ہی کیوں نہ ہو[47] جعالہ کے جواز کی دلیل حدیث اور اجماع ہے۔ صحیح البخاری کی کتاب الطب میں حدیث موجود ہے جس کے مطابق ایک صحابی نے بکریوں کے ایک ریوڑ کے عوض ایک قبیلے کے سردار پر سورۃ الفاتحہ کے ذریعے دم کیا تھا[48] علامہ شربینی رحمہ اللہ نے علامہ زرکشی رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھا: اس حدیث سے مریض کے لیے مفید دوا یا جھاڑ پھوک پر اس سے جعالہ (فیس) لینے کا جواز مستنبط ہوتا ہے[49] یوں اس معاملے میں اگر خرید و فروخت سے ہٹ کر جعالہ کا معاملہ کر لیا جائے تو تب بھی اس کی گنجائش ملتی ہے یعنی عورت کو اس کے آنے جانے کی، وقت دینے کی اور مشقت برداشت کرنے کی فیس (جعالہ) طے کر کے ادا کر دی جائے۔ جو والدین اپنے بچوں کے ان سنٹرز سے دودھ لے کر پلانا چاہتے ہیں وہ بھی دودھ بینک کو فنکشنل رکھنے کے چارجز اور عملے کی تنخواہوں وغیرہ کی ادائیگی کی مد میں ایک خاص فیس ادا کر کے دودھ حاصل کر سکتے ہیں۔

نتائج: مندرجہ بالا بحث اور فقہاء کے دلائل کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد جو نتائج اخذ ہوتے ہیں وہ یہ ہیں:

- تجارتی معاملات میں مبیع کے باقاعدہ طور پر احکام اور قواعد موجود ہیں جن کو ٹریڈنگ میں زیر نظر رکھنا ضروری ہے۔
- فقہاء نے مبیع کی کچھ شرائط مقرر کی ہیں جن کا مبیع میں پایا جانا ضروری ہے۔
- انسانی دودھ اگر مرضعہ / دائیہ براہ راست بچے کو پلائے تو اس کو اجرت / معاوضہ عقد اجارہ کی وجہ سے ملے گا۔
- عورت کا دودھ کسی برتن / بوتل میں نکال کر اگر فروخت کیا جائے گا تو یہ عقد بیع ہو گا جس کے جواز و عدم جواز کے بارے میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں۔ شافعیہ اور حنابلہ کے ہاں برتن میں نکالے گئے عورت کے دودھ کی خرید و فروخت جائز ہے۔

❖ انسانی دودھ کے بینکوں میں دودھ کی دستیابی کی کسی نہ کسی درجے پر ضرورت واقعتاموجود ہے اس کو یکسر طور پر ہم غیر ضروری نہیں کہہ سکتے۔

❖ دنیا کے مختلف ممالک میں 750 سے زائد انسانی دودھ کے بینک فنکشنل ہیں اور ان کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

❖ یہ سلسلہ صرف یورپ اور امریکہ تک محدود نہیں بلکہ اب تو انڈیا اور ایران میں بھی انسانی دودھ کے بینک موجود ہیں۔

❖ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن نے انسانی دودھ کے بینکوں کو سراہا ہے اور ان میں موجود دودھ کو بچوں کے لیے ادویات کی کیٹیگری میں شمار کیا ہے۔

❖ خواتین سے دودھ جمع کرنے سے پہلے ان کی سکریننگ کی جاتی ہے، دودھ کو انتہائی محتاط پراسس کے تحت جمع اور سٹور کیا جاتا ہے۔

❖ یہ بات بھی واضح ہوئی ہے کہ انسانی دودھ کی خرید و فروخت اس وقت عالمی طور پر مختلف ممالک میں ہو رہی ہے۔

❖ دور حاضر کے فقہاء اور فقہ اکادمیات نے جہاں پر انسانی دودھ کے بینکوں کی مخالفت کی ہے اور ان کے قیام کو غیر ضروری کہا ہے اس کی بنیادی وجہ رضاعت کے مسائل ہیں دودھ کی خرید و فروخت پر کسی فقہ اکیڈمی کی طرف سے کوئی اعتراض محقق کے سامنے نہیں آیا۔ انسانی دودھ کے بینکوں میں دودھ کی خرید و فروخت کے متعلق عصر حاضر کے فقہاء میں سے با قاعدہ جواز کے قائلین بھی موجود ہیں۔

❖ یورپین کونسل فار فتوی اینڈ ریسرچ نے تو انسانی دودھ کے بینکوں کے قیام اور اسے ہمہ قسمی استفادہ کو ضرورت کے تحت جائز قرار دیا ہے۔

❖ انسانی جسم کے اعضاء اصل کے اعتبار سے مختلف ہیں اور دودھ ان اجزاء سے ہے جن کو جسم سے نکالنا ضروری ہے اور یہ ان اجزاء سے ہے جن کو جسم پیدا ہی دوسروں کے لیے کرتا ہے۔ حنفی سکول آف تھاٹ نے بھی اس کو پسینہ پر قیاس کیا ہے اگرچہ ان کے ہاں برتن وغیرہ میں دودھ نکال کر اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔

❖ انسانی دودھ کی انسانی دودھ کے بینکوں میں بوقت ضرورت بچوں کی زندگی بچانے کے لیے خرید و فروخت کی اگر مفتیان ملت عدم جواز کی طرف ہی رجحان رکھتے ہیں تو تب بھی جعالہ کے ذریعے یہ خدمت سرانجام دینے والے خواتین کی مالی مدد ضرور کی جاسکتی ہے۔

سفارشات:

❖ ماوں کو چاہیے کہ اپنے بچے کو خود دودھ پلائیں، عدم دستیابی کی صورت میں مرضعہ کا انتظام کرنا چاہیے۔

❖ انسانی دودھ کے بینکوں کو یک جنبش قلم رد نہیں کیا جاسکتا ہے۔ کچھ خاص حالات میں تو یہ نومولود بچوں کی بنیادی ضرورت کو پورا کرنے اور ان کی زندگی بچانے کا ایک اہم ذریعہ بن سکتے ہیں۔ جیسے بلڈ بینک موجود ہیں اور میڈیکل سٹور موجود ہیں اس طرح مناسب مقامات پر حکومت کی مکمل نگرانی میں انسانی دودھ کے بینک بھی فائدہ مند ہو سکتے ہیں۔

❖ ان بینکوں کو کمرشلائز کرنے کی بجائے صرف اور صرف انسانی ہمدردی اور ایمرجنسی کی صورت حال کے لیے رکھا جائے۔

❖ انسانی دودھ کے بینکوں کے متعلق جو بنیادی چیزیں قابل تحقیق ہیں وہ یہ دو ہیں:

۱۔رضاعت کے مسائل ۲۔انسانی دودھ کی خرید وفروخت کے مسائل

❖ رضاعت کے حوالے سے جو مجامع کی قراردادیں ہیں وہ تقریبا آج سے 40 سال قبل کی ہیں جب دنیا نے انفارمیشن اور کمیونیکیشن ٹیکنالوجی میں ابھی خاطر خواہ ترقی نہیں کی تھی۔اس دور میں جب بڑے بڑے ڈیٹا بیس ایک چھوٹی سی ڈیوائس میں جمع کیے جا سکتے ہیں اور چلائے جاسکتے ہیں تو رضاعت کے مسائل کو حل کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔اس پہلو سے اس ایشو کو دوبارہ بھی زیر بحث لانا چاہیے۔پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں نادارا جیسا منظم اور انتہائی فائدہ بخش ادارہ موجود ہے جس سے اب کروڑوں شہریوں کے بینک اکاونٹس،کورونا ویکسین،احساس کفالت سنٹر کی ادائیگیاں وغیرہ بڑی آسانی اور منظم طریقے سے کنٹرول کی جارہی ہیں تو دنیا میں انسانی دودھ کے جمع کرنے اور آگے کس بچے کو کس عورت کا دودھ بوقت ایمرجنسی دیا گیا،اس کا مکمل آن لائن ریکارڈ رکھا جا سکتا ہے۔یوں رضاعت کے مسائل کو اس طریقے سے بخوبی حل کیا جاسکتا ہے۔

❖ جہاں تک دوسرے مسئلے کا تعلق ہے تو وہ فقہاء کے مابین مختلف فیہ ہے اس میں یہ بات واضح رہے کہ کچھ خواتین تو بغیر معاوضہ کے بطور عطیہ بھی دودھ فراہم کر دیتی ہیں جیسا کہ اس کی کچھ مثالیں موجود ہیں اور اگر معاوضہ / اجرت یا فیس دینے کی ضرورت محسوس ہو تو فقہی اعتبار سے اس کی گنجائش موجود ہے کیونکہ دائیہ کو باقاعدہ اجرت دیا جانا قرآنی نص سے ثابت ہے،برتن میں انسانی دودھ کی خرید وفروخت پر بھی ایک فقہاء کی ایک مناسب تعداد کا موقف جواز کا ہے اور ان کے پاس بھی باقاعدہ دلائل ہیں۔اور اگر خرید وفروخت سے ہٹ کر جعالہ کا معاملہ کر لیا جائے تو تب بھی اس کی گنجائش ملتی ہے یعنی عورت کو اس کی آنے جانے کی،وقت دینے کی اور مشقت برداشت کرنے کی فیس (جعالہ) طے کر کے ادا کر دی جائے۔جو والدین اپنے بچوں کے ان سنٹرز سے دودھ لے کر پلانا چاہتے ہیں وہ بھی دودھ بینک کے فنکشل رکھنے کے چارجز اور عملے کی تنخواہوں وغیرہ کی ادائیگی کی مد میں ایک خاص فیس ادا کر کے دودھ حاصل کر سکتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حوالہ جات:

[1] www.bcwomens.ca/our-services/labour-birth-post-birth-care/milk-bank

[2] مجلۃ الاحکام العدلیۃ،دفعہ نمبر:363،مزید دیکھیے:نووی،یحیی بن شرف،**المجموع شرح المهذب**(ادارۃ الطباعۃ المنیرہ،القاہرۃ،1929)9/207،مزید دیکھیے: ابن عابدین،محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی،**ردالمحتار علی الدرالمختار** (دارالفکر،بیروت،ط:ثانی1979)،4/505

[3] نووی،یحیی بن شرف،شرح صحیح مسلم(دارالقلم بیروت،طبع اول،1987)،باب النھی عن المحاقلة والمزابنة،حدیث نمبر:1536،9/450

[4] کاسانی،علاء الدین بن مسعود،بدائع **الصنائع**(شرکۃ المطبوعات العلمیۃ،مصر،ط:اول،1909)5/139

[5] حوالہ سابقہ،5/140

[6] المجموع:9/285

[7] ردالمحتار:7/235

[8] سیوطی، جلال الدین سیوطی، الاشباہ والنظائر (دارالکتب العربی، بیروت، ط:اول، 1987):533

[9] ابن قدامہ، ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد ابن قدامہ المقدسی الحنبلی، الشرح الکبیر مع المغنی (دارالفکر، بیروت، ط:اول، 1984):4/8

[10] ردالمحتار:4/502

[11] بدائع الصنائع:5/143-144

[12] بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح ، کتاب البیوع، باب ثمن الکلب ، حدیث:2622

[13] المجموع:9/270، البدائع:5/46

[14] ابوعبیدہ، قاسم بن سلام بن عبداللہ، کتاب الاموال (دارالفضیلۃ للنشر والتوزیع، الریاض طبع:اول، 2007)1/424، حدیث:757

[15] الشرح الکبیر مع المغنی:4/18، المجموع:9/259، البدائع:5/148، شربنی، محمد الخطیب، مغنی المحتاج (دارالفکر، بیروت، ط:اول، 1994): 5/2

[16] المجموع:9/259

[17] بدائع الصنائع:5/147

[18] ردالمحتار:4/505

[19] بدائع الصنائع:5/147، الشرح الکبیر مع المغنی:4/27، مغنی المحتاج:2/13

[20] بدائع الصنائع:5/147

[21] المجموع:9/375

[22] نووی، یحیٰی بن شرف، روضۃ الطالبین (المکتب الاسلامی، طبع اول)3/359

[23] الشرح الکبیر مع المغنی:4/28

[24] دردیر، احمد بن الدردیر ابوالبرکات، الشرح الصغیر (دارالکتب العلمیہ، بیروت، ط:اول، 1995)3/41

[25] المجموع:9/375، الشرح الکبیر:4/6، محمد علیش الشیخ، منح الجلیل علی مختصر العلامۃ خلیل (دارالفکر، بیروت، ط:اول، 1984)4/453

[26] الشرح الکبیر:4/15، المجموع:9/226، منح الجلیل:4/453

[27] البقرۃ،2:233

[28] وھبہ زحیلی، الاستاذالدکتور، التفسیر المنیر فی العقیدۃ والشریعۃ والمنہج (دارالفکر دمشق، ط:دہم، 2009)1/733

[29] ابن قدامہ المقدسی، أبو محمد موفق الدین عبداللہ بن أحمد بن محمد بن قدامۃ الجماعیلی المقدسي ثم الدمشقي الحنبلي، المغنی (مکتبۃ القاھرۃ-1968)5/368

[30] www.bcwomens.ca/our-services/labour-birth-post-birth-care/milk-bank

[31] PATH. Strengthening Human Milk Banking: A Global Implementation Framework. Version 1.1. Seattle, Washington, USA: Bill & Melinda Gates Foundation Grand Challenges initiative, PATH; 2013.

And see: WHO. Guidelines on optimal feeding of low birth-weight infants in lowand middle-income countries. 2011. https://www.who.int/maternal_child_adolescent/documents/infant_feeding_low_bw/en

[32] https://europeanmilkbanking.com/iran-opens-first-human-milk-bank/

[33] https://europeanmilkbanking.com/q-and-a/

[34] Smith, J.P. Markets, breastfeeding and trade in mothers' milk. *Int Breastfeed J* **10,** 9 (2015). https://doi.org/10.1186/s13006-015-0034-9
See Also: Wal-Mart to begin selling breast milk in stores [http://empirenews.net/wal-mart-to-begin-selling-breast-milk-in-stores/]

[35] Prolacta Bioscience: advancing the science of human milk [http://www.prolacta.com/]

[36] المغنی لابن قدامه،363/6

[37] بدائع الصنائع:145/5

[38] حوالہ سابقہ:145/5

[39] مرغینانی،ہدایة ،کتاب البیوع،باب البیع الفاسد(ضیاءالقرآن پبلی کیشنز)ص:39

[40] فتاوی دار الافتاء المصریه146/2بحوالہ مکتبہ شاملہ

[41] مجلة مجمع الفقه الاسلامی،العدد:الثانی،موضوع:بنوک الحلیب،مقالہ:دکتوریوسف قرضاوی،ص:255 (https://al-maktaba.org/book/8356/365)

[42] یہ ساری تفصیلات مجلۃ مجمع الفقہ الاسلامی، العدد الثانی، موضوع:بنوک الحلیب سے لی گئی ہیں۔

[43] مجمع الفقه الاسلامی،دوسری کانفرنس، قرارداد نمبر:6،https://www.iifa-aifi.org/ar/1584.html

[44] دیکھیے:قرارات الدورة الثانية عشرة،دبلن–آیرلند-قرار(12/3) 42 --31/12/2003–4ینایر2004م /https://www.e-cfr.org

[45] توفیق بوطی، محمد توفیق رمضان بوطی،دکتور،البیوع الشائعة واثر ضوابط المبیع علی شرعیتها(دارلفکر دمشق،ط:سادس،2010):256

[46] توفیق بوطی،البیوع الشائعة واثر ضوابط المبیع علی شرعیتها:283

[47] دیکھئے: مغنی المحتاج:429/2،الموسوعة:208/10،مادہ:جعل

[48] الجامع الصحیح، کتاب الطب، باب الرقیة بفاتحة الکتاب،حدیث:5736

[49] مغنی المحتاج:429/2

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.